سلسلۂ اشاعت سید العلماء اکادمی - ۲

شہید انسانیت

مُصنفہ:

آیۃ اللہ العظمیٰ سید العلماء مولانا

السید علی نقی النقوی مجتہد

طاب ثراہ

جملہ حقوق محفوظ

○ نام کتاب : شہید انسانیت

○ مصنف : آیۃ اللہ العظمیٰ سید العلماء مولانا السید علی نقی النقوی طاب ثراہ

○ تعداد اشاعت : ایک ہزار

○ سن اشاعت : (تیسرا ایڈیشن) محرم ۱۴۰۹ھ - اگست ۱۹۸۸ء

○ طباعت : ہندستان پرنٹنگ پریس لکھنؤ

○ س[illegible] ناہر۔ ڈیزائن ہاؤس خریجی، دہلی

○ نا[illegible] سید العلماء اکادمی (الہند)

[illegible] پینتیس ۳۵ روپے

سید العلماء اکادمی (الہند)

صدر دفتر:
آرام گاہ سید العلماء۔ عبدالعزیز روڈ
لکھنؤ ۲۲۶۰۰۳ یوپی (انڈیا)

شاخ:
نیشنل کالونی۔ امیر نشان
علی گڑھ ۲۰۲۰۰۱ یوپی (انڈیا)

لہٰذا اُن کا علاج یہ کیا گیا کہ ابن اثال کے ذریعہ سے اُن کو زہر دلا دیا جس سے اُن کا خاتمہ ہو گیا (۱) معاویہ نے ابن اثال کو اس کا معاوضہ یہ دیا کہ ہمیشہ کے لیے ٹیکس سے مستثنیٰ کر دیا اور حمص کے خراج کی وصول یابی کا اُسے والی قرار دیدیا (۲) مگر اُسے اِس رشوت سے فائدہ اٹھانے کا زیادہ موقع نہیں ملا اس لیے کہ عبدالرحمٰن کے بھائی مہاجر بن خالد نے مدینہ سے دمشق جا کر اپنی تلوار سے ابن اثال کو قتل کر دیا جس پر معاویہ نے مہاجر کو قید کی سزا دی اور ایک سال کے بعد رہا کیا (۳) دوسرا قول یہ ہے کہ عبدالرحمٰن کے بیٹے خالد بن عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید نے اپنے باپ کے قاتل کو حمص جا کر وہیں تہ تیغ کیا اس پر معاویہ نے اُس کو تھوڑے دن تک قید کیا پھر دیت (خوں بہا) لے کر رہا کر دیا (۴) یہ ۴۶ھ کا واقعہ ہے۔ اُن کے مقربین اور گرد و پیش کے رہنے والے اس کا اندازہ رکھتے تھے کہ معاویہ کی یہ دلی خواہش ہے کہ وہ یزید کو اپنا ولی عہد بنائیں مگر انھیں بھی اس کے بروئے کار آنے کی صورت نظر نہ آتی تھی۔ سب سے پہلے جس نے اس تعطل اور جمود کو حرکت اور عمل میں تبدیل کیا وہ مغیرہ بن شعبہ والی کوفہ تھا۔ یہ شخص بڑا ہی مدبر اور عرب کے نہایت چالاک لوگوں میں محسوب تھا۔ واقعہ یہ پیش آیا کہ مغیرہ نے شاید فقط امتحان کے طور پر دمشق جا کر معاویہ کے سامنے حکومت کوفہ سے استعفاء دینے کا خیال ظاہر کیا۔ وہ سمجھتا ہو گا کہ امیر معاویہ مجھے کسی قیمت پر ہٹانے کے لیے تیار نہ ہونگے اور اس کے بعد میری خوشامد کریں گے۔ وہاں معاملہ برعکس ہوا اور معاویہ نے ایک دوسرے شخص کو کوفہ کی حکومت کے لیے تجویز کر لیا جب یہ صورت پیش آئی تو

---

(۱) انوزراء و الکتاب صـ۱۶ (۲) طبری ج ۶ صـ۱۲۸ و ۱۲۹ (۳) الوزراء و الکتاب صـ۱۶ (۵) طبری ج ۶ صـ۱۲۹

مغیرہ نے حکومت کوفہ پر برقرار رہنے کے لئے تدبیر کی کہ وہ یزید کے پاس گیا اور اُسے یہ پٹی پڑھائی کہ تم اپنے باپ سے ولی عہدی کا اعلان کیوں نہیں کراتے؟ (۱) کون کہہ سکتا ہے کہ یزید خود ہی اس کے واسطے دل ہی دل میں بے چین نہ ہوگا اور اگر اُسے شباب و شراب کے مشغلوں میں اب تک اس پر غور کرنے کا موقع نہ بھی ملا ہو تب بھی مغیرہ کا یہ کہنا اُس کی دیوانہ طبیعت کے لیے "ہوے بس است" سے کم نہ تھا۔ وہ ہو چکا۔ وہ معاویہ کے پاس گیا اور ایک لاڈو پیار سے پلے ہوئے بے باک بیٹے کی طرح اپنے باپ سے مصر ہو کر اپنی ولی عہدی کے لیے خواہش کی اور مغیرہ بن شعبہ کے خیالات کو جو اس بارے میں تھے بیان کیا۔ معاویہ کو تو کبھی اسکی توقع ہوتی ہی نہ تھی کہ کوئی سنجیدہ انسان اس منصب کے لئے یزید کا نام پیش کرے گا۔ انھوں نے جو مغیرہ کی یہ گفتگو سنی تو سمجھے کہ سوکھے دھانوں پانی پڑا۔ اُنھوں نے مغیرہ کو بلوایا اور اُس سے اس بارے میں تبادلۂ خیالات کیا۔ مغیرہ نے بڑے اعتماد کے ساتھ تبلایا کہ اس مہم کا پورا ہونا کوئی مشکل نہیں ہے کوفہ میں یزید کی موافقت پر لوگوں کو ہموار کرنے کے لیے میں کافی ہوں۔ بصرہ میں زیاد اس کام کو انجام دے گا۔ ان دو مقامات کے بعد پھر تیسری جگہ کوئی ایسی ہے نہیں جو یزید کی مخالفت کی جرأت کر سکے معاویہ نے مغیرہ کی ان باتوں کو بڑی توجہ کے ساتھ سُنا اور اُس کو کوفہ کی گورنری پر بحال کر دیا۔ مغیرہ فوراً کوفہ پہونچا اور اس مقصد کی تکمیل میں مصروف ہو گیا۔ اُسے اپنی کارگزاری کا نتیجہ جلدی سے معاویہ کی خدمت میں پیش کر کے صلہ حاصل کرنا اور اپنی وفاداری کا سکہ جمانا تھا اِس لیے اُس نے سب سے

---

(۱) طبری ج ۷ صـ ۱۶۹

پہلے جو خاص بنی اُمیہ کے ہوا خواہ تھے اُن کو بلا کر اپنے اس مقصد کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ "خلیفۃ المسلمین" اس امر کے متعلق مطمئن نہیں ہیں کہ کوفہ کے لوگ اس ولی عہدی کو تسلیم کرینگے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ یہاں سے ایک وفد اُن کی خدمت میں جائے اور یہ التجا پیش کرے کہ وہ یزید کو اپنا ولی عہد قرار دیں۔ پھر بھی ایسے لوگ کم ملتے تھے جو اس وفد میں شریک ہونا پسند کریں۔ اس کے لیے مغیرہ کو اپنی جیب خاص یا خزانۂ سرکاری سے ۳۰ ہزار درہم رشوت میں صرف کرنا پڑے۔ اس طرح کوفیوں کا ایک وفد مرتب کر کے اپنے بیٹے موسیٰ کی قیادت میں معاویہ کے پاس روانہ کیا۔ وفد نے جیسا سبق اُسے پڑھایا گیا تھا۔ اُسی کے مطابق معاویہ سے یزید کی نامزدگی کے لیے درخواست پیش کی۔ معاویہ اس التجا کی حقیقت کو خوب سمجھتے تھے چنانچہ اُنھوں نے وفد کو مناسب جواب دینے کے بعد علیٰحدگی میں موسیٰ بن مغیرہ سے پوچھا کہ سچ بتاؤ کتنے پر تمہارے باپ نے ان لوگوں کے دین و ایمان کو خرید کیا؟ موسیٰ نے کہا تیس ہزار درہم کو (۱)

معاویہ کو اس معاملہ میں مسلمانوں کی رائے عامہ کے متعلق اب بھی اطمینان نہ تھا۔ انھیں جمہور کی نفرت و بیزاری کا خوف دامنگیر تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ مغیرہ کے اس وفد کو رائے عامہ کا ترجمان نہیں سمجھا جا سکتا۔ اب اُنھوں نے زیاد بن ابیہ کو جسے وہ سیاسی طور پر اپنا بھائی بنا چکے تھے۔ اس معاملہ میں مشورہ لینے کے طور پر خط لکھا۔ زیاد کو معاویہ کی اس خواہش کا اندازہ بہت عرصہ سے ہو گا۔ اب اس خط سے اس خواہش کا اظہار بھی ہو گیا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایک وفادار گورنر کی حیثیت سے اس کا کیا فرض ہونا چاہیئے تھا خصوصاً جبکہ

---

(۱) کامل ابن اثیر

معاملہ اس کے "بھتیجے" کا تھا۔ مگر معاملہ کی نزاکت اور اُس کے تمام پہلو زیاد کو لرزہ براندام بنا رہے تھے چنانچہ اُس نے اپنے خاص محرم راز عبید بن کعب نمیری کو بلا کر کہا کہ "خلیفۃ المسلمین نے مجھے خط لکھا ہے کہ انھوں نے یزید کی بیعت لینے کا ارادہ کیا ہے مگر انھیں لوگوں کی نفرت و بیزاری کا خوف ہے اور چاہتے ہیں کہ کسی طرح جمہور مسلمین متفق کیے جا سکیں اور اس بارے میں مجھ سے مشورہ کیا ہے۔ اسلامی ذمہ داری کا احساس بہت اہم ہے۔ اور یزید ایک آوارہ اور مطلق العنان شخص ہے اور شکار کا بڑا دلدادہ ہے۔ تم میری طرف سے سرکار کے پاس جا کر یزید کے افعال و حالات کا تذکرہ کرو اور کہو کہ ذرا سوچ سمجھ کر اس کام کو کیجئے۔ تھوڑے دن کی تاخیر کر لینا اس سے بہتر ہے کہ جلد بازی سے کام لیا جائے۔ جس کا نتیجہ ناکامی کی صورت میں ظاہر ہو۔" عبید نے اس میں اتنی ترمیم کہ معاویہ کو اس طرح دو ٹوک جواب نہ دیا جائے بلکہ یزید سے مل کر اُس سے کہا جائے کہ اگر آپ کو رائے عامہ اپنے موافق بنانا ہے تو ان افعال کو ترک کیجئے جنھیں مسلمان عموماً ناپسند کرتے ہیں۔ زیاد نے معاویہ کو صرف اتنا لکھا کہ اس بارے میں ذرا تاخیر سے کام لیجئے تعجیل مناسب نہیں ہے (۱) کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد یزید نے بہت سی اپنی بداعمالیوں کو ترک کر دیا (۲) مگر بعد کے حالات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کینہ یزید کے دل میں زیاد کی طرف سے پیدا ہو گیا۔ بلکہ شاید ہم سِنی کی رقابت سے اُس کو یہ خیال ہوا کہ زیاد نے یہ مخالفت اپنے بیٹے عبید اللہ کے اشارے سے کی ہے اس لیئے وہ عبید اللہ بن زیاد سے بھی ایک عرصہ تک اس کے بعد بدظن رہا۔

۴۹ یا ۵۰ھ میں ستر برس کی عمر میں مغیرہ کا انتقال ہو گیا (۳)

---

(۱) طبری ج ۶ صفحہ ۱۶۹ (۲) طبری ج ۶ صفحہ ۱۷۰ (۳) طبری ج ۶ صفحہ ۱۳۱

اب کوفہ میں زیاد کی حکومت ہوگئی۔ وہ ۴۵ھ میں معاویہ کی طرف سے بصرہ خراسان اور سجستان کا حاکم بنایا گیا تھا۔ پھر بحرین اور عمان بھی اسکی حکومت میں شامل کردیئے گئے (۱) اب مغیرہ کے مرنے کے بعد کوفہ بھی اسکی حکومت میں شامل کردیا گیا۔ چونکہ اُس کی قلمرو میں بصرہ اور کوفہ دو اہم مقام تھے لہذا اب وہ سال میں چھ مہینہ بصرہ میں رہتا تھا اور چھ مہینہ کوفہ میں اور اس مدت میں بصرہ کی حکومت پر سمرہ بن جندب کو اپنا قائم مقام بناجاتا تھا (۲) تین یا چار سال کی مدت گزرنے پر ماہ رمضان ۵۳ھ کو زیاد کی بھی وفات ہوگئی (۳) اب شاید اس اندیشہ میں کہ رہے سہے خاص خاص خیر خواہ بھی کہیں راہی ملک عدم نہو جائیں معاویہ نے ایک تحریری فرمان یزید کی ولی عہدی کا لکھ کر مجمع عام میں اُس کا اعلان کردیا اور رعایا سے اُس کا اقرار لیا گیا (۴)

واقعات بتلاتے ہیں کہ مغیرہ بن شعبہ بڑی حد تک کوفہ کی زمین کو ہموار بنانے کا کام کرچکا تھا، اور کم از کم ہواخواہان بنی اُمیہ کو اس کے لیے تیار کرلیا تھا۔ بصرہ میں بہرحال عبیداللہ بن زیاد کو اس اسکیم کی تکمیل کرنا لازم تھی۔ چاہے اُس کی ذاتی رائے اس بارے میں کچھ بھی ہوتی اور وہاں کی خلقت اس کے باپ اور خود اُس سے اس درجہ مرعوب تھی کہ وہاں کسی مخالفت کا امکان تھا اور شام تو اپنا ملک ہی تھا۔ لے دے کر وہاں ایک عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید تھے۔ جن سے اندیشہ ہوتا اُنہیں پہلے ہی ختم کیا جاچکا تھا۔ دوسرے مقتول خلیفہ عثمان کے بیٹے سعید تھے اُنھوں نے ذرا خلافت یزید پر اظہار ناراضگی کیا اور خود معاویہ کے پاس آکر کہا کہ آپ نے یزید کو مجھ پر مقدم کیا اور اس کے لیے بیعت لی حالانکہ

(۱) طبری جلد ۶ صفحہ ۱۲۲ (۲) طبری ج ۶ صفحہ ۱۳۱ (۳) الوزراء والکتاب صفحہ ۱۶ (۴) طبری ج ۶ صفحہ ۱۷۰

بخدا آپ جانتے ہیں کہ میرے رباپ اُس کے باپ سے بہتر اور میری ماں اُسکی ماں سے اچھی اور میں خود اُس سے بہتر ہوں اور آپ کو جو کچھ ملا ہے یہ میرے باپ کا صدقہ ہے۔ یہ سن کر معاویہ نے کہا کہ تم نے خوا ہخ نے اپنے باپ کے احسان کا مجھ پر ذکر کیا تو مجھے اُس کا انکار نہیں مگر میں نے اُس کا عوض یہ کر دیا کہ اُن کے خون کا مطالبہ کیا اور قاتلوں سے اُن کے بدلہ لیا۔ اور تمہارے باپ کی فضیلت، اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ وہ مجھ سے بہتر تھے اور انھیں رسول خدا سے قرابت مجھ سے زیادہ حاصل تھی۔ اسی طرح تمہاری ماں کی فضیلت ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کیونکہ قرشیہ کی بزرگی کلبیہ پر ظاہر ہے۔ لیکن یہ بات کہ تم یزید سے بہتر ہو تو معلوم ہونا چاہئے کہ میرے نزدیک اگر تم ایسوں سے میرا گھر بھرا ہو وہ سب مل کر بھی یزید کے برابر نہ ہوں گے۔

وہ تو یہ جواب سن کر اپنا سا منہ لے کر رہ گئے ہوں گے مگر پھر کہا جاتا ہے کہ یزید نے اپنے باپ سے سفارش کی، کہ میری وجہ سے کبیدہ خاطر ہو گئے ہیں تو آپ انھیں کسی صورت سے خوش کر دیجئے۔ اس پر معاویہ نے انھیں خراسان کا حاکم بنا دیا (۱) اس طرح خدشہ بھی دور ہو گیا شام اور عراق کو ہموار کرنے کے بعد معاویہ نے مکہ اور مدینہ کے متعلق خیال کیا اس زمانہ میں مروان مدینہ کا حاکم تھا۔ معاویہ نے اُس کو لکھا کہ ہم نے یزید کو اپنا ولیعہد بنایا ہے اور اس کے لیے ولیعہدی کی بیعت لی جا چکی ہے تم خود بھی یزید سے بیعت کرو اور ہماری طرف سے وہاں مدینہ کے لوگوں سے یزید کے لیے بیعت لو۔ مروان نے جب معاویہ

(۱) طبری ج ۶ صد ۱۷۱

کا حکم پڑھا تو غصّہ سے برافروختہ ہو کر گھر میں گیا۔ گھر والوں اور اپنے ماموں زاد قبیلہ بنی کنانہ کے لوگوں پر بھی اپنی اس ناراضگی اور رنج و غضب کا اظہار کیا اور اسی غصّہ میں دمشق کی طرف معاویہ سے خود بات چیت کرنے کی غرض سے روانہ ہو گیا۔ وہاں پہونچ کر معاویہ سے ملا اور اس انداز سے چلتا تھا جس طرح دو برابر کے رشتہ دار ہوتے ہیں۔ معاویہ سے غصّہ سے بھری ہوئی تیز و تند تقریریں کیں اور کہا یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ چھوکروں کو امیر اور سردار بناتے ہیں۔ اس ارادہ سے باز آئیے یاد رکھیے کہ آپ کی قوم میں ایسے اور بھی موجود ہیں جو آپ کے مشورہ میں شریک اور آپ کے کاموں میں آپکے وزیر و مددگار رہے ہیں۔ معاویہ نے کہا مروان خفا نہ ہو، تم بیشک خلیفۂ وقت کی نظیر ہو اور ہر مشکل میں اُس کے پشت پناہ اور مددگار ہو۔ اس لیے یزید کے بعد تم کو ہی یزید کا ولی عہد ہم نے قرار دیا ہے۔ یہ تھا وہ سیاسی منتر جس نے مروان کے غصّہ کو ختم کر دیا اور مروان بخیال خود مطمئن ہو کر مدینہ واپس ہوا۔ مدینہ میں مروان نے ایک جلسہ منعقد کیا اور اس میں یزید کی تخت نشینی کے متعلق ذکر کیا اور کہا معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کی بیعت کا اُسی طرح حکم دیا ہے جس طرح ابوبکر نے عمر کے لیے بیعت لی تھی۔ یہ سننا تھا کہ عبد الرحمٰن بن ابی بکر بگڑ گئے اور کہا ابوبکر نے اپنے بیٹے کی بیعت نہیں لی تھی یہ تو کسریٰ و قیصر کا طریقہ ہے۔ ہم ہرگز اس شہزادگی کی بیعت نہ کریں گے۔ عبد الرحمٰن کے خیالات کی تائید حضرت امام حسینؑ، عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن عمر نے کی۔ جو واقعہ پیش آیا اس کی اطلاع مروان نے معاویہ کو کر دی۔ معاویہ نے کچھ دن تامل کیا۔ پھر یزید کو لے کر حج کے بہانے سے روانہ ہوئے۔ معاویہ کو خوب احساس تھا کہ ان لوگوں کو جنھوں نے خلافت یزید پر اعتراض کیا ہے۔ دنیائے اسلام

میں کیا اہمیت حاصل ہے یہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ مسلمانوں کے ہر فرقہ کے نقطۂ نظر سے جن جن افراد کو اسلامی معاملات سے دلچسپی کا ورثہ ہو سکتا تھا وہ سب ہی یزید سے اختلاف رکھنے میں متفق تھے۔ چنانچہ ایک طرف ان میں حضرت حسین ابن علیؑ تھے تو دوسری طرف

عبدالرحمٰن ـــــ ابن ابی بکر
عائشہؓ ـــــ بنت ابی بکر
عبداللہ ابن عمر
عبداللہ ابن عباس اور
عبداللہ ابن زبیر بھی تھے

ان ناموں کے دیکھنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں میں جو فرقہ بندی آج قائم ہے اس کا کوئی اثر یزید کی ولی عہدی کے جواز پر نہیں پڑتا۔ اصولاً یزید کی ولی عہدی سے اختلاف میں تمام وہ افراد متفق تھے جو کسی فرقہ کے نقطۂ نظر سے بھی مذہبی نمائندگی کرنے کے حق دار تھے۔ اب یہ اپنا اپنا ثبات قدم اور استقلال ہے کہ کوئی تمام مشکلات کے باوجود آخر وقت تک اپنی اس بات پر قائم رہے اور کوئی پھر حالات سے مجبور ہو جائے لیکن اصول اور آئین کے اعتبار سے ان سب کا متفق ہونا خود ایک بڑی وزنی حقیقت ہے۔

معاویہ نے ان لوگوں کو خوف دلا کر کبھی دبانا چاہا اور لالچ دلا کر کبھی مائل کرنا چاہا چنانچہ سب سے پہلے جب وہ مدینہ کے قریب پہنچے تو امام حسینؑ سے ملاقات ہوئی آپ کو دیکھ کر معاویہ نے کہا نہ تمہارے لیے خوشی ہو اور نہ برکت۔ تم ایک قربانی کا دنبہ ہو جس کا خون جوش کھا

کھا رہا ہے۔ خدا کی قسم یہ خون ضرور گرایا جائے گا۔ امام حسینؑ نے فرمایا چپ رہو۔ ہم ایسے کلام کے اہل نہیں ہیں معاویہ نے کہا اس سے بھی بدتر کلام کے مستحق ہو۔ پھر اس کے بعد ابن زبیر سے ملے تو اُن سے کہا کہ تو ایک چھپے ہوئے مکار سوسمار (گوہ) کے مانند ہے جو سر کو اپنے سوراخ میں ڈال کر دم ہلاتا ہے۔ قسم ہے خدا کی عنقریب اُس کی دم پکڑ لی جائیگی۔ دور کرو اس کو اور پھر ان کے خچر پر چابک مارا اور ہٹا دیا۔ پھر اُن کے بعد عبدالرحمٰن بن ابی بکر ملے۔ اُن کو کہا کہ یہ بڈھا بھی سٹھیا گیا ہے اور اس کی عقل جاتی رہی ہے۔ پھر حکم دیا کہ ان کے سواری کے خچر پر بھی تازیانہ مارو اور ہٹا دو۔ پھر عبداللہ بن عمر سے بھی ایسا ہی سلوک کیا گیا (۱)

اس کے بعد مدینہ میں داخل ہو کر بھی خلافت یزید کے لیے ان حضرات کو ڈرانے دہلانے اور قتل کی دھمکیاں دینے لگے۔

عائشہ نے جو یہ سنا تو غصہ میں معاویہ کے پاس گئیں اور کہا کہ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے کہ تم پہلے میرے ایک بھائی (محمد بن ابی بکر) کو قتل کر چکے اور تم نے لاش اُن کی آگ میں جلائی۔ آج مدینہ میں آکر میرے دوسرے بھائی کو تکلیف پہونچاتے ہو اور اُن کے بارے میں سخت الفاظ استعمال کرتے ہو۔ اور فرزند رسولؐ اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر کو بھی ڈراتے دھمکاتے ہو۔ تم اُن لوگوں میں سے ہو جنھیں رسول نے رحم کھا کر فتح مکہ میں قتل سے آزاد کر دیا تھا۔ تم کو ایسی حرکتیں ہرگز زیب نہیں دیتیں۔

طبری نے معاویہ کا مکالمہ جو عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے ساتھ درج کیا ہے وہ حسب ذیل ہے:۔

---

(۱) کامل ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۲۵۴

معاویہ نے کہا اے عبدالرحمٰن کیسے ہاتھ پیروں کے ساتھ تم میری نافرمانی کرنے کی جرأت کرتے ہو۔ عبدالرحمٰن نے کہا اس لیے کہ اس امر کے لیے میں اپنے کو زیادہ مستحق سمجھتا ہوں۔ معاویہ نے کہا کہ میں اس صورت میں تمہارے قتل کا ارادہ رکھتا ہوں۔ عبدالرحمٰن کہا اگر تم ایسا کرو گے تو لعنت خدا اور سزائے آخرت کے مستحق ہو گے (۱)

یہ تو خوف دلانے کی ترکیبیں تھیں۔ جب یہ کامیاب نہیں ہوئیں تو دوسری صورت بھی اختیار کی گئی چنانچہ ایک لاکھ درہم عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے پاس بھیجے مگر انھوں نے روپیہ واپس کر دیا اور کہا کہ ہم دین کو دنیا کے عوض فروخت نہیں کریں گے اور مکہ سے ہجرت کر گئے۔ اسی طرح عبداللہ بن عمر کو بھی ایک لاکھ درہم بھیجے گئے انھوں نے کہا کہ میں بڈھا ہو چکا ہوں اور میرا دین ایک لاکھ درہم سے زیادہ قیمتی ہے۔ یہ کہہ کر روپیہ واپس کر دیا۔ اور امام حسینؑ کو بھی بہت کچھ تحفہ تحائف اور زر و مال پیش کیا گیا تھا مگر آپ نے قبول نہ فرمایا۔ اور واپس کر دیا۔

ازواج رسولؐ میں سے عائشہ نے اس مخالفت میں نمایاں حصہ لیا چنانچہ حافظ جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ معاویہ مدینہ میں منبر رسول پر بیٹھے یزید کی بیعت لے رہے تھے کہ عائشہ نے اپنے حجرہ سے پکار کر کہا کہ خاموش ہو جاؤ کیا کر رہے ہو کیا تم سے پہلے شیخین نے بھی اپنے بیٹوں کے لیے کبھی بیعت لی تھی؟ معاویہ نے کہا کہ نہیں، تو عائشہ نے کہا پھر تم کس کی پیروی کرتے ہو؟ معاویہ یہ سن کر شرمندہ ہوئے اور منبر سے اتر آئے۔

(۱) طبری ج ۷، ص۱۷۰

اس سے ظاہر ہے کہ یزید کی ولی عہدی سب کے نزدیک اصول شریعت اور آئین اسلام کے خلاف تھی۔ اس کے علاوہ ——— حضرت امام حسنؑ کے ساتھ شرائط صلح میں یہ بات طے پا چکی تھی کہ معاویہ کو اپنے بعد کسی جانشین کے نامزد کرنے کا حق نہ ہوگا۔ اس کے بعد معاویہ کو اپنے بیٹے کا خود نامزد کرنا کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔

یہ سب اُس صورت میں بھی تھا کہ جب یزید اپنے کردار کے لحاظ سے اچھا ہی آدمی ہوتا چہ جائیکہ یزید کے اخلاق و عادات وہ تھے جو کسی شائستہ انسان اور ایک معمولی مسلمان کے بھی شایان شان نہیں چہ جائے کہ خلافت کے لیئے جو بہر حال ایک مذہبی عہدہ سمجھا جاتا ہے۔ ڈاکٹر وحید مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ "اسلام کے شروع سے حاکم اسلام دین اور دنیا دونوں کا مقتدا سمجھا جاتا تھا۔ مذہب اور سیاست کا یہ اجتماع عقلمندانہ اصول پر مبنی تھا یا نہیں، یہ ایک مختلف فیہ بات ہے جس کے متعلق میں اپنی رائے کا اظہار ضروری نہیں سمجھتا لیکن یہ اصول عام طور پر تسلیم کر لیا گیا تھا اور اس لیے یہ ضروری سمجھا جاتا تھا کہ خلیفہ اسلام میں علاوہ سیاسی قابلیت کے مذہبی اور دینی صفات بھی بدرجۂ اتم موجود ہوں۔ اور یہ سب کو معلوم تھا کہ یزید اس لحاظ سے کسی طرح بھی مستحق خلافت نہیں تھا"۔ اسی لیے جتنے سمجھدار انسان تھے سب ہی اس اقدام کو نازیبا سمجھ رہے تھے اور اُسے ایک مہلک اقدام کی حیثیت سے دیکھتے تھے۔

حسن بصری کا قول تھا۔ کہ معاویہ نے چار باتیں ایسی کیں جن میں سے ایک بھی ہو تو وہی ہلاکت کے لیے کافی ہے۔ اوّل جاہلوں کی مدد سے بغیر امت کے مشورہ کے اُنھوں نے خلافت پر قبضہ کر لیا حالانکہ اُس وقت اصحاب

رسولؐ اور صاحبان فضیلت موجود تھے۔ دوسرے اپنے بیٹے کو جو شراب خوار نشہ باز تھا اور ریشم پہنتا اور طنبورہ بجایا کرتا تھا اپنا جانشین بنایا۔ تیسرے زیاد کو اپنے باپ ابوسفیان کا بیٹا قرار دیا حالانکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ بیٹا اُسی کا قرار دیا جا سکتا ہے جو اصلی شوہر ہو اور زنا کار کے لیے بس پتھر ہے۔ چوتھے حجر اور اصحاب حجر کا قتل کرنا۔ (۱)

دوسرا قول اُن کا یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کی تباہی کے ذمہ دار دو شخص ہیں۔ ایک عمر بن العاص جس نے معاویہ کو قرآن نیزوں پر بلند کرنے کی رائے دی تھی۔ چنانچہ وہ بلند بھی کیے گئے اور دوسرے مغیرہ جس نے معاویہ کو یزید کی بیعت لینے کا مشورہ دیا۔ اگر مغیرہ کی یہ رائے نہ ہوتی تو قیامت تک انتخاب کا اصول قائم رہتا۔ معاویہ کے بعد جو تخت نشین ہوئے وہ سب کے سب معاویہ کی مثال کے مطابق اپنے بیٹوں کی بیعت کراتے رہے۔

مسلمانوں کی اس رائے عامہ کی نمائندگی وہ چند اشخاص کر رہے تھے جن کے نام تاریخ میں درج ہیں۔

معاویہ پر یہ امر چھپا ہوا نہیں تھا کہ اس جماعت میں سب سے زیادہ نمایاں ہستی حسینؑ کی ہے اور اس بنا پر اُنھوں نے مدینہ میں آکر سب سے پہلا کام

....

---

(۱) کامل ابن اثیر ج ۲ صفحہ ۲۵۔ ابو الفداء ج ۱ صفحہ ۱۹۶۔ طبری جلد ۶ صفحہ ۱۵۶

جو کیا وہ یہ کہ حسین بن علیؑ کو بلوا کر کہا کہ اس معاملہ میں تمام لوگ ہموار ہو چکے ہیں سوائے پانچ آدمیوں کے قریش میں سے جن کی سرکردگی آپ کر رہے ہیں۔ حضرت نے متعجبانہ انداز سے کہا "میں اُن کی سرکردگی کرتا ہوں؟" معاویہ نے کہا "بے شک آپ ہی ان کے سرغنہ ہیں" یہ سن کر حضرت نے فرمایا تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ آپ دوسرے لوگوں کو بلوا کر اُن سے بیعت کا مطالبہ کیجئے۔ اگر ان سب نے بیعت کر لی تو تنہا مجھ سے آپ کو کسی اندیشہ کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ دفع الوقتی کامیاب ہوئی اور نتیجہ میں معاویہ کی یہ کوشش بے سود ثابت ہوئی اور وہ نا اُمیدی کے ساتھ شام واپس گئے۔ امام حسینؑ کا بیعت سے انکار سلطنت کے اقتدار کو بڑی سخت ٹھوکر تھی جسے معاویہ کی قوت سیاست دانی سمجھتی تھی مگر اسے حسینؑ بن علیؑ کا ایک بڑا تدبر سمجھنا چاہیئے آپ نے اپنے عمل کو سلبی حدود تک محدود رکھا یعنی صرف بیعت نہ کرنا اور سکوت اختیار کرنا۔ آپ جانتے تھے کہ فریق مخالف ایک وقت میں اس سکوت کو توڑنے کے لیے تشدد سے کام لے گا جس کے لیے آپ تیار تھے مگر آپ یہ نہ چاہتے تھے کہ آپ کی طرف کبھی جارحانہ اقدام کا الزام عائد کیا جائے دوسری طرف معاویہ نے بھی بتقاضائے سیاست اس وقت کسی عملی اقدام کو مناسب نہیں سمجھا مگر اس کے بعد نہ معاویہ تدبیروں سے غافل تھے اور نہ حسینؑ مستقبل سے بے خبر تھے۔ اصل میں حسینؑ چاہتے تھے کہ میں خاموش رہوں اور حریف تشدد سے کام لے اور معاویہ کا مطلب یہ تھا کہ ہم اپنی طرف سے عملی طور پر تشدد کی پہل نہ کریں اور حسینؑ جوش میں آ کر کوئی ایسا اقدام کر بیٹھیں جو امن عام کو صدمہ پہنچانے کی ذمہ داری اُن پر عائد کر دے۔

درحقیقت کربلا کی جنگ اپنے قریبی اسباب کے لحاظ سے شروع یہیں سے

ہو گئی مگر یہ اس وقت ایک صبر آزما نفسیاتی کشمکش تھی جو نہ معلوم کب تک جاری رہتی اگر معاویہ کا رشتۂ عمر قطع نہ ہوتا اور نو عمر، ناتجربہ کار، غرور سلطنت سے بدمست یزید تختِ سلطنت پر نہ بیٹھتا۔